اے چشمِ اشکبار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو بہہ رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

قُل لَّا أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ

فرما دیجیے کہ میں تم سے اس پر کوئی اجر نہیں مانگتا، مگر رشتے میں تو محبت چاہیے۔ (الشوریٰ ۲۳)

تالیف
ڈاکٹر علامہ خالد محمود
ڈائریکٹر اسلامک اکیڈمی مانچسٹر

دار المعارف
الفضل مارکیٹ، اردو بازار، لاہور

اِنتساب

سیّدالمرسلین خاتم النبیّین

محمّد

رسول اللہ

صلّی اللہ علیہ وسلّم

کے نام

ملنے کے پتے

احسان الحق خان مکتبہ ختم نبوّت ۲/۱ دیو سماج روڈ سنت نگر لاہور
مولانا محمد عارف سیال دفتر تنظیم اہل سُنّت ابدالی روڈ نواں شہر ملتان
مولانا فیض اللہ آزاد دار العلوم حنفیہ اورنگی ٹاؤن کراچی

The Islamic Academy of Manchester
19 - Charlton Terrace Off Upperbrook Street
Manchester (U. K.)

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم   بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کی جو جماعت تیار کی اُن میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ وہ حضرات ہیں جن سے اسلام کی گنتی شروع ہوئی۔ ان سے پھر ایک پوری جماعت بنی۔ قرآن کریم میں ہے "اللہ نے ان کے دلوں پر کلمۂ تقویٰ چسپاں کر دیا، وہ اس کے لائق تھے اور اس کے اہل تھے" (پ۲۶ الفتح آیت ۲۶) اللہ تعالیٰ نے انہیں معیارِ ایمان ٹھہرایا ہے۔ فان اٰمنوا بمثل ما اٰمنتم بہ فقد اھتدوا (پ البقرہ آیت ۱۳۷) اس متقدس گروہ نے دینِ اسلام کو حیرت انگیز رفتار سے پھیلایا۔ حضورؐ کا پیغام لے کر بر و بحر میں دوڑے اور راہِ حق میں اس طرح تکلیفیں جھیلیں کہ کڑواہٹ تک ان کے چہروں پر کبھی دیکھی نہ گئی ــــ دُنیا میں انسانوں کے کسی گروہ نے کسی انسان کے ساتھ دل کی پوری گہرائی اور رُوح کے پورے سُرور سے ایسا عشق نہیں کیا ہوگا، جیسا اس مقدس گروہ نے حضورؐ کے ساتھ کیا ــــ یہاں تک کہ قرآن کریم نے کہا کہ سب مہاجرین و انصار اللہ کی رضا کو پا گئے۔ وہ ان سے راضی ہُوا اور وہ اس سے راضی ہوئے، رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ (پ۱۱ التوبہ آیت ۱۰۰) ــــ اللہ تعالیٰ نے انہیں دُنیا میں بھی ان کامیابیوں سے نوازا جو انسانوں کی کسی جماعت کو اس دُنیا میں مل سکتی تھیں دشمنانِ اسلام مسلمانوں کی اس حیرت انگیز کامیابی کو نہ دیکھ سکتے تھے۔ عبداللہ بن سبا یہودی نے ملّتِ اسلامی کو دو گروہوں میں تقسیم کرنے کی سازش کی ــــ یہ شجرہ مودت ان حضرات کے باہمی ربط و تعلق کی ایک منہ بولتی تصویر ہے۔ یہ تعلقات نسب و صہر کے رشتے اور بار بار کے رشتے کبھی ان لوگوں کو نصیب نہیں ہو سکتے جن کے دل ایک نہ ہوں اور اس شریعت میں تو نکاح مومنین میں ہی طے پاتے ہیں غیر مومنوں کو لڑکیاں نہیں دی جا سکتیں (پ۲ البقرہ آیت ۲۲۱ پ۲۸ الممتحنہ ۱۰) ــــ قرآن کریم نے مہاجرین و انصار کو بلا کسی استثنار کے مقامِ رضوان سے سرفراز فرمایا ہے ــــ ان قطعی بشارتوں کو تاریخ کی بے بنیاد اور وضعی روایات سے مشکوک نہیں کیا جا سکتا۔ تاریخ و روایات میں تو سبائی آمیزش ہو سکتی ہے قرآن کریم میں نہیں، یہ ہر تحریف اور انسانی تبدیل سے پاک اور محفوظ ہے۔ جو شخص اسے اس ترتیب سے حضورؐ کی پیش کردہ الٰہی کتاب نہ مانے وہ مسلمان نہیں رہ سکتا۔ ــــ حضورؐ نے کافروں سے کہا:۔ "میرے رسول ہونے کو تم نہیں مانتے تو میرے رشتے کا ہی خیال کرو۔ میں تم سے اجرِ رسالت نہیں مانگتا رشتے کی محبت تو مجھے دو، مجھے تکلیفیں نہ پہنچاؤ" ــــ ہم اسی نہج پر مسلمانوں سے اپیل کرتے ہیں کہ صحابہ، اہلِ بیت اور ذریتِ طاہرہ کے مقام کو اگر آپ قرآن و حدیث سے نہیں سمجھ پاتے تو ان مبارک رشتہ داریوں پر ہی غور کر لو، حق کی راہ ان کی مودت میں ہے، عداوت میں نہیں۔ اسلام کی خدمت ان کی وحدت میں ہے تقسیم میں نہیں۔ مبارک ہیں وہ جو توحیدِ ملت کی اس محنت میں ہمارا ساتھ دیں ــــ خالد محمود عفا اللہ عنہ ــ از مانچسٹر

صِدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ

آپ کا پُرافتخار خطاب صدّیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عطا کردہ ہے۔ حضورؐ نے ہی فرمایا تھا کہ اے ابوبکر تو صدّیق ہے (تفسیر قمی ص۱۵۷ ایران) حضرت امام جعفر صادقؒ فرماتے ہیں۔ "ابوبکرؓ صدیق ہیں صدیق ہیں صدیق ہیں جو انہیں صدیق نہ کہے خدا تعالیٰ اس کی کسی بات کو دنیا و آخرت میں سچا نہ کرے۔" (کشف الغمہ عن معرفۃ الائمہ ص۲۲۰ ایران) حضرت امام باقرؒ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو ہجرت کا حکم دیا تو ارشاد فرمایا کہ ابوبکرؓ کو بھی اپنے ساتھ لے ــ اگر وہ تیرا ساتھی رہے اور محبت کے ساتھ تیری امداد کرے تو جنت میں بھی تیرا رفیق ہوگا۔ (تفسیر امام حسن عسکری ص۱۹۴، ایران) حضرت امام باقرؒ سے پوچھا گیا آپ کا اس حدیث کے متعلق کیا خیال ہے کہ جبریل امین آنحضرتؐ پر نازل ہوئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے سلام کے بعد فرمایا ہے ابوبکرؓ سے پوچھو کہ کیا وُہ مجھ سے راضی ہے؟ میں تو اس سے راضی ہوں۔ اس پر حضرت امام باقرؒ نے فرمایا لست بمنکر فضل ابی بکر" میں حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت کا منکر نہیں ہوں۔ (احتجاج طبرسی ص۲۲۹ مطبوعہ ایران) حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ اگر میری وفات ہو جائے تو لوگ ابوبکر کی بیعت کریں گے (فروع کافی کتاب الروضہ ص۱۶۰ مطبوعہ لکھنو) پس جب سب صحابہؓ نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تو امام باقرؒ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے بھی آپ کی بیعت کر لی۔ (فروع کافی کتاب الروضہ ص۱۲۶) حضرت علیؓ نماز بھی حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے ہی ادا کیا کرتے تھے۔ ثم قام وتهيّا للصلوة وحضر المسجد وصلى خلف ابى بكر (احتجاج طبرسی ص۵۳ ایران وکتاب الخرائج ص۱۳۳ مطبوعہ بمبئی) آنحضرتؐ کا حضرت ابوبکرؓ کو اس قدر قرب حاصل تھا کہ حضرت فاطمۃ الزہرا کا جہیز انہوں نے ہی خریدا۔ حضرت عمارؓ اور بلالؓ آپ کے ساتھ اس سامان کے اٹھانے والے تھے (بحار الانوار جلد نمبر ۱ ص۳۵ مطبوعہ ایران) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری وقت میں آپ کو اپنی جگہ امام مقرر فرمایا۔ (ناسخ التواریخ جلد اوّل از کتاب دوم ص۵۴۷) حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی وفات حضرت ابوبکرؓ کے ہی عہدِ خلافت میں واقع ہوئی اور حضرت ابوبکرؓ کی بیوی نے حضرت سیدہ کو غسل دیا (بحار الانوار جلد ۱ ص۵۵) اس سے پتہ چلا کہ حضرت فاطمہؓ کا جنازہ خلیفۂ وقت سے مخفی نہ رکھا گیا تھا۔ حضرت علیؓ امیر معاویہ کو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے متعلق ایک خط میں لکھتے ہیں ولعمری ان مکانهما فی الاسلام لعظیم وان المصاب فیهما لجرح فی الاسلام شدید یرحمهما الله وجزاهما باحسن ما عملا۔ مجھے جان کی قسم۔ ان دونوں کا مقام اسلام میں بہت عظمت رکھتا ہے اور تحقیق ان کی وفات سے اسلام کو سخت زخم پہنچا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں پر رحمت نازل فرمائے اور انہیں ان کے اچھے کاموں کی جزا دے۔ (شرح نہج البلاغۃ علامہ میثم بحرانی مطبوعہ تہران جزو ۳۱)

حضرت علیؓ سے اتنا قریب کا تعلق تھا کہ حضرت جعفر بن ابی طالبؓ کی بیوہ حضرت اسماء نے آپ سے عقدِ ثانی کیا۔ آپ کی وفات کے بعد پھر حضرت علیؓ نے ان سے نکاح کیا یہ محمد بن ابی بکر کی والدہ ہیں۔

قرآنِ کریم نے یارِ غار کو حضورؐ کا صحابی کہا ہے۔ اذ هما فی الغار اذ یقول لصاحبه (پ۱۰ توبہ ع۶ آیت ۴۰) آپ کی عظمتِ شان دیکھیے کہ غار میں لعابِ دہنِ نبویؐ آپ کی ایڑی کی مرہم بنا۔

حضورؐ کے گھر کی زندگی کرامت تک نقل کرنے کے لیے ضرورت تھی کہ ایک کمسن خاتون آپ کے نکاح میں آئے جو اپنے قوی حافظے کے ساتھ اسباقِ نبوت کو ضبط کرے اور پھر نصف صدی تک امت کو درس اسلام دے سکے۔ کمسنی میں جو حافظہ ہوتا ہے بڑی عمر میں نہیں ہوتا ۔ یہ قربانی بھی حضرت ابوبکر نے دی کہ اپنی کمسن بیٹی حضورؐ کے نکاح میں دی ۔ حضرت فاطمہؓ حضورؐ کے بعد صرف چھ ماہ زندہ رہیں اس لیے یہ کام آپ سے نہ ہوسکتا تھا ۔ حضرت عائشہؓ نے اس سلسلہ میں اہل بیت میں سے ہونے کا حق ادا کیا ۔ اس عقیدہ ختم نبوت کی عظیم خدمت بھی آپکے حصہ میں آئی ۔ آپکے جہاد ختم نبوت کے قیدیوں میں مسیلمہ کذاب کے قبیلے بنو حنیفہ کی ایک عورت حنفیہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت علیؓ کے تملک میں دی ۔ اسی سے حضرت علی کے بیٹے محمد بن حنفیہ پیدا ہوئے (معارف ابن قتیبہ ص۹۱ مصر) اگر حضرت ابوبکر کی خلافت درست نہ ہوتی اور انکا جہاد اسلامی جہاد نہ ہوتا تو حضرت علی حنفیہ کو کبھی اپنے تملک میں قبول نہ فرماتے ۔

فدک کی آمدنی آپ حضرت فاطمۃ الزہراؓ اور حضرت حسنؓ و حسینؓ پر خرچ کرتے تھے اور ایسا ہی حضورؐ کے دور میں ہوتا رہا تھا ۔ حضرت سیدہ نے بھی اسے قبول کیا جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ حضرات آپ سے ناراض نہ تھے ۔

علی نقی شارح نہج البلاغہ لکھتا ہے :-

ابوبکر غلہ و سود آں گرفتہ بقدر کفایت باہل بیت علیہم السلام مے داد و خلفائے بعد از وہم برآں اسلوب رفتار نمودند (فیض الاسلام جلد ۵ صفحہ ۹۶۰) شرح درہ نجفیہ ص۲۳۲ و شرح ابن میثم بحرانی جلد ۵ صفحہ ۱۰۷ ــــــــــ حضرت علیؓ نے اپنے دورِ خلافت میں حضرت ابوبکر کے فیصلے کو قائم رکھا اور فرمایا لا ستحی من اللہ ان ارد شیئاً منع منہ ابوبکر و امضاہ عمر (کتاب الشافی ص۲۳۱ و ص۴۱۳) مجھے خدا سے حیا آتی ہے کہ میں وہ چیز واپس لوٹاؤں جسے ابوبکرؓ نے روکا اور حضرت عمرؓ نے اسی کو آگے اپنایا ۔ پہلے نبیوں کے اگلے نبی مصدق ہوتے تھے اور وہ خود نئے آنیوالوں کے مبشر ۔ ختم نبوت کے باعث جب آپ کسی نئے نبی کے مبشر نہ ہوئے تو آپ کو صفِ انبیاء میں سے مصدق نہ ملا اس کی بجائے اس امت میں صدیق کا منصب ٹھہرا جو حضور کے ساتھ اسطرح چلے اور نبھے جس طرح سایہ اصل کے ساتھ چلتا ہے ۔ آپ اب بھی حضورؐ کے ساتھ گنبد خضریٰ میں مکین ہیں اور حشر کے دن آپ حضورؐ کے ساتھ ہی اُٹھیں گے ۔

صدیقیّت اور محدثیّت

ختم نبوّت کے بعد صدیقیت کی کھڑکی خدا نے کھلی رکھی ۔ حضرت ابوبکرؓ صدیقوں کے پیشوا تھے ۔ ان کا سینہ کمالاتِ نبوّت کے لیے آئینہ تھا ۔ ختم نبوّت کے باعث حضورؐ کا مصدق کوئی نبی نہ آیا ۔ یہاں مصدق کا کام صدّیق کے ذمہ ہوا ۔ فاروقِ اعظمؓ اس امّت کے محدّث تھے ۔ یہ وہ لوگ ہیں جو نبی تو نہیں مگر خدا ان سے ہمکلام ہوتا ہے ۔ یہ صادق الظن ہوتے ہیں جن کا گمان بھی حقیقت بنتا ہے اور ملاء اعلیٰ سے ان پر روشنی اترتی ہے ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّ المومنین حضرت حفصہؓ سے جو حضرت فاروقِ اعظمؓ کی بیٹی تھیں، فرمایا تھا "ان ابا بکر یلی الخلافۃ بعدی ثم من بعدہ ابوک فقالت من اخبرک بھذا قال اللہ اخبرنی" بیشک میرے بعد ابوبکر والیٔ خلافت ہوں گے۔ پھر ان کے بعد تمہارے والد حضرت حفصہؓ نے پوچھا "آپ کو یہ کس نے بتایا" فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے (تفسیر قمی ص۳۵۴ مطبوعہ ایران) آپ کے زمانے میں اسلام بہت سربلند ہوا۔ بہت سی وہ پیشگوئیاں جن کی آنحضرتؐ کو اللہ تعالیٰ نے بشارت دی تھی آپ کے ہاتھوں پوری ہوئیں۔ قیصر و کسریٰ کی سلطنتوں پر اسلام کا پرچم لہرایا۔ سیدنا حضرت علیؓ آپکی ذات اقدس کو بے مثل اور بے نظیر جانتے تھے۔ ان کا اعتقاد تھا کہ حضرت عمرؓ کے بعد مسلمانوں کو روئے زمین پر کہیں پناہ نہیں مل سکتی۔ چنانچہ آپ نے جنگِ روم کے موقعہ پر حضرت عمرؓ کو مخاطب کر کے مشورہ دیا تھا "لیس بعدک مرجع یرجعون الیہ" (نہج البلاغۃ جلد ۱ ص۳۱۱ مطبوعہ مصر) آپ کے بعد کونسی شخصیت ہے جس کی طرف مسلمان رجوع کر سکیں؟ اسی طرح جب جنگِ فارس کے موقعہ پر حضرت فاروقِ اعظمؓ نے خود میدانِ جنگ میں جانے کا ارادہ کیا تو حضرت علیؓ نے مشورہ دیا۔ ہم لوگوں سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کو پورا کر کے رہیں گے اور اپنے لشکر کی خود مدد فرمائیں گے قیم الامر (خلیفہ) کی وہ حیثیت ہوتی ہے جو ہار کے دانوں میں دھاگے کی ہوتی ہے۔ دھاگہ ہی ان سب کو جمع اور ملائے ہوئے رکھتا ہے۔ عرب اگرچہ تعداد میں کم ہیں لیکن اسلام کے سبب سے عزیز ہیں اور باہمی اتحاد کے باعث باعزت ہیں آپ ان کے دائرے کے مرکز بنے رہیے اور عرب کی چکی کو گردش دیجئے اور خود جنگ میں نہ جائیے کیونکہ اگر آپ اس سرزمین سے اُٹھے تو تمام عرب ہر چہار طرف سے آپ کے ساتھ چل پڑیں گے، اور پیچھے حفاظت کے لیے کوئی نہیں رہے گا۔ نیز عجمی لوگ جب آپ کو جنگ میں دیکھیں گے تو کہیں گے کہ یہ عربوں کی جڑ ہے اگر اس کو کاٹ ڈالو تو ہمیشہ کے لیے آرام پاؤ گے"۔ (نہج البلاغۃ جلد ۱ ص۲۷۶)

یہ مشورے اس قرب کا پتہ دیتے ہیں جو حضرت علیؓ کو حضرت عمرؓ سے حاصل تھا۔ آپ نے علمی مسائل کے لیے ایک سپریم کونسل بنا رکھی تھی جس میں حضرت عثمان اور حضرت علی بھی ممبر تھے اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت علی کا تعلق حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ سے اپوزیشن کا نہ تھا شریکِ اقتدار کا سا تھا۔

حضرت علیؓ آپ کے بارے میں فرماتے ہیں۔ ان عمر کان رشید الامر (جامع العلوم والحکم ص۲۵۰) اور یہ بھی فرماتے ہیں۔ کان رجلاً مبارکاً (تاریخ طبری جلد ۵ ص۱۵۶) آپ سربراہِ مملکت کی حیثیت سے جب کبھی مدینہ سے باہر جاتے تو امورِ سلطنت کی انجام دہی کے لیے حضرت علی کو مدینہ میں اپنا جانشین مقرر کرتے۔ (تاریخ طبری جلد ۴ ص۸۳) کبھی کوئی سربراہ اپوزیشن لیڈر کو اپنا قائم مقام بناتا ہے؟ حضرت علی اپنے دورِ خلافت میں محسوس کرتے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اب بھی لوگوں کے دلوں پر حکومت کرتے ہیں۔ آپ خلیفہ ہونے کے باوجود ان کے فیصلوں کے خلاف کوئی کام نہ کر سکتے تھے (دیکھیے مجالس المومنین جلد ۱ ص۵۴ طبع طہران) سو آپ اپنے دور میں حضرت عمرؓ کی سیرت پر ہی چلے ہیں۔ کان علی یشبہ بعمر فی السیرۃ (کتاب الخراج یحییٰ بن آدم ص۲۴)

تزویج اُمِ کلثوم :- حضرت علیؓ نے بھی ایک نکاح آنحضرتؐ کی نواسی سیدہ امامہ سے کیا تھا۔ حضرت عمرؓ کا نکاح بھی آنحضرت کی ایک نواسی سیدہ اُم کلثومؓ سے ہوا۔ حضرت علیؓ کی یہ صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کے بطن سے تھیں۔ یہ نکاح ایک ناقابلِ انکار تاریخی حقیقت ہے۔ فروع کافی میں اس پر ایک مستقل باب قائم کیا گیا ہے حضرت امام جعفر صادقؓ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے اپنی بیٹی اُم کلثومؓ کا ولیِ نکاح حضرت عباسؓ کو بنایا تھا (فروع کافی تزویج ام کلثوم ۲ صفحہ ۱۴۱) حضرت امام باقر سے یہ حدیث سند کے ساتھ مروی ہے۔ عن جعفر عن ابیہ قال ماتت ام کلثوم بنت علی و ابنها زید ابن عمر بن الخطاب فی ساعة واحدة لا یدری ایهما هلك قبل فلم یورث احدهما من الاخر وصلی علیهما جمیعاً (تہذیب الاحکام کتاب المیراث جلد ۲ صفحہ ۳۸۰ مطبوعہ ایران) یعنی حضرت علیؓ کی بیٹی ام کلثومؓ اور اس کا بیٹا زید جو حضرت عمرؓ کی صلب سے تھا ایک ہی گھڑی میں فوت ہوئے۔ امام جعفر صادقؓ سے مسئلہ پوچھا گیا کہ بیوہ عورت اپنی عدت کہاں گزارے۔ آپ نے فرمایا جہاں چاہے اور دلیل میں ارشاد فرمایا" ان علیا صلوات اللہ علیہ لما توفی عمر اتی ام کلثوم فانطلق بها الی بیتہ" یعنی جب حضرت عمرؓ فوت ہوئے تو حضرت علیؓ ام کلثومؓ کے پاس آئے اور اسے اپنے گھر لے گئے (فروع کافی باب المتوفی عنها زوجها المدخول بها این تعتد جلد ۲ صفحہ ۳۱۱۔ تہذیب الاحکام جلد ۲ صفحہ ۲۳۸) علامہ قزوینی کو شکایت ہے کہ یہ نکاح جبراً ہوا تھا۔ چنانچہ وہ اس سارے مضمون کو حضرت علیؓ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ مراد غصب دختر بلیت کہ بزور خواہند گرفت اشارہ است لغصب عمرؓ ام کلثومؓ فاطمہ علیہما السلام (الصافی شرح اصول کافی ج ۳ صفحہ ۲۸۲ لکھنؤ) علامہ قزوینی نے اس نکاح کے امر واقع ہونے کی تصدیق تو کر دی لیکن یہ جبری تاویل حضرت علیؓ کی شجاعت اور غیرت کے خلاف ہے۔ شہید ثالث قاضی نور اللہ شوستری نقل کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے اپنی بیٹی اس لیے حضرت عمرؓ کے نکاح میں دی تھی کہ حضرت عمرؓ توحید و رسالت کا اقرار کرتے تھے "چرا آں حضرت دختر خود بعمر بن خطاب داد وگفت بواسطۂ آں کہ اظہار شہادتین می نمود" مجالس المومنین صفحہ ۱۸۵ تاریخ طراز مذہب مظفری باب حکایت تزویج ام کلثومؓ با عمر بن الخطاب صفحہ ۱۴۹ مطبوعہ ایران اور ناسخ التواریخ جلد دوم حصہ دوم صفحہ ۲۳۶ میں بھی مذکور ہے۔ مسالک شرح شرائع الاسلام میں ہے۔ یجوز نکاح العربیة بالعجمی والهاشمیة بغیر الهاشمی کما زوج علی ابنتہ ام کلثوم مع عمر بن الخطاب۔ یاد رہے کہ حضرت علیؓ کی ام کلثومؓ نامی حقیقی دو بیٹیاں تھیں۔ ایک اُم کلثوم کبریٰ اور دوسری اُم کلثومؓ صغریٰ۔ حضرت عمرؓ کے نکاح میں اُم کلثوم کبریٰ تھیں جن کی والدہ حضرت فاطمۃ الزہراؓ تھیں اور سانحۂ کربلا میں جو اُم کلثومؓ تھیں وہ دوسری تھیں۔ (منتخب التواریخ صفحہ ۶۷، صفحہ ۶۸ مطبوعہ تہران) کتب عامہ میں صحیح بخاری کتاب الجہاد باب حمل النساء القرب جلد ۱ صفحہ ۴۰۳ دہلی از سنن نسائی باب اجتماع جنائز الرجال والنساء صفحہ ۲۱۷ جلد ۱ وغیرہما) سب کتابوں میں یہ نکاح ایک مسلمہ حقیقت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ تاریخ طبری میں حضرت عمرؓ کے ذکر میں ہے۔ وتزوج ام کلثوم بنت علی وامها فاطمة بنت رسول اللہ علیہ وسلم صفحہ ۱۶ ترجمہ) آپ نے اُم کلثومؓ جن کی والدہ حضرت فاطمہؓ تھیں سے نکاح کیا تھا۔

اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ جب آپ نے ام کلثوم کا رشتہ مانگا تو یہ بات کہی کہ میں اس نکاح کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ میں آنا چاہتا ہوں کیونکہ میں نے حضورؐ سے سن رکھا ہے کہ قیامت کے دن حضورؐ کے رشتے کے سوا باقی سب رشتے ٹوٹ جائیں گے۔ علی بن عیسیٰ اردبیلی لکھتا ہے۔ قال عمر حین طلب مصاهرة علی انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول کل سبب ونسب منقطع یوم القیمة الا سببی ونسبی (کشف الغمہ صفحہ ۱۰) سو ام کلثوم حضرت فاطمہؓ کی صاحبزادی تھیں

امیر المومنین خلیفہ اوّل سیدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
امیر المومنین خلیفہ دوم سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ
مرکز دائرہ نبوت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول اللہ خاتم النبیین رحمۃ للعالمین
ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا
بنت رسول زینب رض
بنت رسول رقیہ رض
امیر المومنین خلیفہ چہارم حضرت علی رضی اللہ عنہ
امامہ
نواسہ رسول علی
نواسہ رسول عبداللہ
امیر المومنین خلیفہ سوم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
بنت رسول فاطمہ رض
بنت رسول ام کلثوم رض
محمد بن حنفیہ
ابوبکر رض
عمر رض
عثمان رض
حضرت بی بی زینب رض
ام کلثوم رض
امام حسین رض
امام حسن رض
منکوحہ حسن رض
عائشہ رض
ابان رض
ام کلثوم بنت جعفر طیار
عمرو رض
زید بن عمر رض
ابوبکر رض
عمر رض
حسن المثنیٰ
مروان
محمد
ام القاسم
محمد
عبدالرحمٰن رض
زین العابدین
سکینہ رض
زید رض
اسماء رض
قاسم رض
فاطمہ رض
عبداللہ رض
رقیہ
قاسم
محمد دیباج
ام فروہ رض
امام باقر رض
امام جعفر صادق رض
آپ کی والدہ محترمہ ام فردہ حضرت ابوبکر صدیق رض کی پڑپوتی اور آپ کی نانی محترمہ حضرت
اسماء حضرت ابوبکر رض کی پوتی تھیں (اصول کافی ج ۳ ج ۲ ص۱۲۲) اسی لیے حضرت امام
جعفر صادق فرمایا کرتے تھے کہ مجھے حضرت ابوبکر رض نے دو دفعہ جنا ہے (تہذیب التہذیب جلد ۲ ص۱۰۳)

آنحضرت ﷺ کے جدِ اعلیٰ (دادا کے دادا)
عبد مناف
مطلب
ہاشم
عبد شمس
نوفل
امام شافعی رح (م ۲۰۴ھ)
عبد المطلب
حضرت جبیر بن مطعم رض (م ۵۴ھ)
حبیب
امیہ
ربیع
ابو طالب
ام حکیم حضرت عثمان کی نانی
عبد اللہ
عباس
حمزہ سید الشہداء
حرب
ابو العاص
ربیعہ
عبد اللہ
محمد
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
جعفر طیار رض
حضرت علی رض
عقیل رض
عفان
حکم
صخر ابو سفیان رض
کریز عبد المطلب ہاشمی کے داماد حضرت عثمان کے نانا
ام کلثوم رح
محمد رح زوج زینب بنت علی
مروان
حضرت عثمان رض
خلفائے بنی عباس
ابو العاص
فاطمہ
قاسم
ابراہیم بن ماریہ قبطیہ
طیب طاہر
رقیہ
ام کلثوم زوجہ حضرت عثمان
زینب
حضرت معاویہ رض
اروی والدہ حضرت عثمان رض
عامر
عبد اللہ
زینب
ام کلثوم زوجہ حضرت عمر رض
عبد العزیز رح
عبد الملک
حسن رض نواسۂ رسول
حسین رض نواسۂ رسول
علی رض نواسۂ رسول
عبد اللہ رض نواسۂ رسول
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چار نواسے
خلفائے بنی امیہ
حضرت عمر بن عبد العزیز رح
تالیف
ڈاکٹر علامہ خالد محمود
ڈائریکٹر اسلامک اکیڈمی مانچسٹر
دار المعارف
الفضل مارکیٹ، اردو بازار، لاہور
دفتر تنظیم اہل السنۃ — ابدالی روڈ، نواں شہر ملتان

آپ آنحضرتؐ کے مقرب ترین صحابہ میں سے تھے۔ بیعت الرضوان جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنی بیعت قرار دیا ہے آپ اس موقع پر مکہ میں آنحضورؐ کی طرف سے سفیر بن کر گئے ہوئے تھے۔ حضورؐ نے اپنے ایک ہاتھ کو عثمانؓ کا ہاتھ قرار دیکر اپنے دوسرے ہاتھ سے حضرت عثمانؓ کی بیعت لی۔ سب مسلمانوں نے کہا "طوبیٰ لعثمان" (فروع کافی جلد ۳ صفحہ ۱۵۱ کتاب الروضہ) حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے حق مہر کے لیے چار سو درہم حضرت عثمانؓ نے ہی حضرت علیؓ کو ہدیہ دیئے تھے۔ جب آنحضرتؐ کو اطلاع ہوئی تو آپؐ نے حضرت عثمانؓ کے لیے دعا فرمائی۔ (بحار الانوار جلد ۱ صفحہ ۱۰ مطبوعہ ایران) آپ کے علم و عرفان کے اعتراف میں حضرت علیؓ نے آپ کے سامنے کہا۔

"میں کسی بات کو نہیں جانتا جس سے آپ واقف نہ ہوں اور نہ کوئی ایسی بات آپ کو بتا سکتا ہوں جس سے آپ بے خبر ہوں۔ میں آپ سے کسی بات میں سبقت نہیں رکھتا کہ آپ کو خبر دوں نہ میں نے تنہائی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی علم حاصل کیا ہے جو آپ تک پہنچاؤں یقیناً آپ نے آں حضرتؐ کو اسی طرح دیکھا ہے جس طرح ہم نے دیکھا ہے اور اسی طرح آپ نے سنا جس طرح ہم نے سنا (نہج البلاغۃ جلد ۱ صفحہ ۲۶۳ مصر) آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوہرے داماد تھے۔ حضورؐ کی دو بیٹیاں حضرت سیدہ رقیہؓ اور حضرت سیدہ اُم کلثومؓ یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئیں۔ شہید ثالث قاضی نور اللہ شوستری آنحضرتؐ اور حضرت علیؓ کے امور مشابہت میں لکھتے ہیں۔ "اگر نبی دختر بعثمان داد و علی دختر بعمر فرستاد (مجالس المومنین صفحہ ۸۹) کافی کلینی میں ہے کہ آنحضرتؐ کے ہاں حضرت خدیجہؓ کے بطن سے جو لڑکیاں پیدا ہوئیں وہ حضرت رقیہؓ۔ زینبؓ واُم کلثومؓ اور فاطمہؓ تھیں (اصول کافی مع شرح الصافی ج ۳ ج ۲ صفحہ ۱۶۴) امامیہ کے خاتم المحدثین ملا محمد باقر مجلسی لکھتے ہیں۔ بسند از معتبر از حضرت صادقؓ روایت کردہ است کہ از برائے رسول خدا از خدیجہ متولد شدند طاہر و قاسم و فاطمہ و اُم کلثوم و رقیہ و زینب (حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۷۱۸ مطبوعہ لکھنؤ) اور مہاجرین حبشہ کے ذکر میں لکھتے ہیں"۔ واز جملہ آنہا عثمان بود و رقیہ دختر حضرت رسول کہ زن او بود (حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۲۲۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں تھیں۔ (بحار الانوار جلد ۱ صفحہ ۱۳، ناسخ التواریخ جلد دوم از کتاب اول صفحہ ۵۴۶ جلد اول از کتاب دوم صفحہ ۶۱ مطبوعہ ایران)

ماہ رمضان کے روزانہ وظائف میں جہاں فاطمۃ الزہراؓ پر درود پڑھا جاتا ہے وہاں سیدہ رقیہؓ اور اُم کلثومؓ پر بھی یہ درود شریف پڑھنے کا حکم ہے۔ اللھم صل علی رقیہ بنت نبیک والعن من اذی نبیک فیھا۔ اللھم صل علی ام کلثوم بنت نبیک والعن علی من اذی نبیک فیھا (تہذیب الاحکام باب تسبیحات رمضان جلد ۲ صفحہ ۱۵۴۔ استبصار جلد ۱ صفحہ ۲۴۵ زاد المعاد ملا باقر مجلسی صفحہ ۲۳۴) مفاتیح الجنان شیخ عباس قمی صفحہ ۲۰۸ مطبوعہ طہران تحفۃ العوام مطبوعہ لکھنؤ)

حضرت عثمانؓ کے داماد رسولؐ ہونے سے کیسے انکار ہو سکتا ہے جب کہ حضرت علیؓ خود حضرت عثمانؓ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ بلغت من صھرہ مالم ینالاہ (نہج البلاغۃ جلد ۱ صفحہ ۳۲۴ مصر) ترجمہ:۔ اور آپ نے رسولؐ کی دامادی کا وہ شرف حاصل کیا جو پہلے دونوں کو حاصل نہیں۔ اسی اعزاز کے باعث حضرت عثمانؓ کو ذو النورین کہا جاتا ہے آپ کی عظیم خدمت قرآنِ پاک کو لغت قریش پر جمع کرنا ہے۔ اسی لیے آپ کو جامع آیات القرآن کہا جاتا ہے۔

آپ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے چیف سیکرٹری رہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنی وصیت انہی سے قلمبند کروائی
جب آپ اپنے جانشین (حضرت عمر) کا نام لکھوانے لگے تو آپ پر بیہوشی طاری ہو گئی اور نام نہ لکھا سکے
حضرت عثمان نے اپنی فراست سے جانا کہ آپ کس کا نام لکھانا چاہتے ہیں۔ سو رفع فتنہ کے لیے آپ نے
اس میں حضرت عمر کا نام لکھ دیا۔ حضرت ابوبکرؓ کو افاقہ ہوا تو آپ نے پوچھا کیا لکھ رہے تھے۔ حضرت عثمان
نے صورتِ حال عرض کر دی۔ آپ نے فرمایا اگر تم اپنا نام بھی لکھ لیتے تو تم بیشک اس کے اہل تھے۔ اس
سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کی نظر میں حضرت عثمان امورِ سیاست میں ایک راسخ العمل اور ثابت العقیدہ سیاستدان
تھے۔ پھر حضرت عمرؓ کا آپ کو چھ صحابہ کی شوریٰ میں داخل کرنا بھی پتہ دیتا ہے کہ آپ سیاسی اعتبار سے کوئی
کمزور آدمی نہ تھے ورنہ حضرت عمر جیسے مدبرِ اعظم کبھی آپ کو ان چھ میں شامل نہ کرتے جنہیں آپ نے آئندہ
خلیفہ ہونے کے لیے تجویز کیا تھا۔ ان چھ میں حضرت طلحہ جیسا بہادر انسان بھی تھا جس کے دائیں ہاتھ
نے احد کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے تیروں کو روکا تھا۔ حضرت طلحہ آپ کے حق میں
دستبردار ہوئے پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف جیسے جلیل القدر انسان کا حضرت عثمان کے حق میں فیصلہ
دینا ان کی سیاسی عظمت کی تصدیق ہے۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ نے حدیبیہ کے موقع پر آپ کو مشرکینِ
مکہ سے سیاسی بات چیت کے لیے نمائندہ بنا کر بھیجا تھا ــــ سو آپ کی سیاسی عظمت کا انکار کسی ایسے
ذہن کا حاصل ہو سکتا ہے جس کے سامنے حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر کی سیاسی عظمت کا کوئی نقش پیوستہ نہ ہو۔

آپ کا حضرت علی مرتضٰے سے معاملہ مروت کا تھا۔ اسلام کے مشہور جرنیل حضرت عبداللہ بن عامر اپنی
مہمات سے فارغ ہو کر مدینہ آئے تو آپ نے سب اہلِ مدینہ کو تین تین ہزار درہم بھجوائے اور حضرت
علی کو بھی وہی رقم بھیجی۔ حضرت عثمان ان پر ناراض ہوئے اور فرمایا علی کے ساتھ یہ سلوک؟ اس پر حضرت
عبداللہ بن عامر نے حضرت علی کو بیس ہزار درہم اور بھیجے (دیکھئے طبقات ابن سعد جلد ۵ صفحہ ۳۳) حضرت حسن
اور حسین رضی اللہ عنہما سے بھی آپ کا معاملہ بہت اکرام اور محبت کا تھا۔ **کان عثمان یکرم الحسن
والحسین ویحبھما** (البدایہ صفحہ ۳۵/۸) یہ اکرام محض رشتہ داری کے باعث نہ تھا حضور کے لیے تھا

جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ کو صدیقیت کی اور حضرت عمرؓ کو محدثیت کی شان دی تھی حضرت
عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فراست کا روحانی کمال دیا تھا لوگ حیران ہو کر پوچھتے کیا پھر سلسلہ وحی قائم ہوا ہے؟
یہ اس لیے کہ آپ کی فراست ایسا سچ بتاتی کہ جاننے والے پھڑک اٹھتے تھے۔ آپ نے فرمایا
ایسا نہیں ہو سکتا۔ ختم نبوت کے بعد وحی کہاں؟ یہ مقام فراست ہے جس سے اللہ کاملین کو نوازتا ہے (دیکھئے
احیاء العلوم امام غزالی جلد ۲ صفحہ ۲۳) حضورؐ کے چچا حضرت عباسؓ کی نمازِ جنازہ آپ نے پڑھائی (الاستیعاب جلد ۲ صفحہ ۱)

آپ کو بھی حضرت عثمانؓ کی طرح آنحضرتؐ کی دامادی کا تقریباً دہرا شرف حاصل ہے۔ سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کے بعد آپ کی بہن کی بیٹی سیدہ امامہؓ آپ کے نکاح میں آئیں۔ آپ اپنی قابلِ مثال شجاعت کے باعث شیرِ خدا کہلائے یہ غلط ہے کہ آپ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی بیعت ڈرتے ہوئے کی تھی۔ حضرت علیؓ اگر اکیلے بھی میدان میں نکل آتے تو روئے زمین پر کوئی آپ کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔ خود ارشاد فرماتے ہیں۔ انی واللہ لو لقیتھم واحدًا وھم ملاء الارض کلھا ما بالیتُ وما استوحشت۔ بخدا اگر میں تنہا بھی اپنے مخالفین کے مقابلہ میں نکل آؤں اور وہ تمام روئے زمین بھرے ہوئے ہوں تب بھی مجھے کوئی پرواہ نہ ہوگی۔ (نہج البلاغۃ جلد ۲ ص ۱۵۸ مصر) عصائے موسیٰ، انگشتری سلیمان سب آپ کے پاس تھے۔ اسم اعظم ان کو معلوم تھا (اصول کافی ص ۱۴۰ ص ۱۴۱ لکھنؤ) یہ بھی غلط ہے کہ حضرت علیؓ کی بہادری صرف آنحضرتؐ کے عہدِ حیات تک تھی بعد میں آپ باطل سے دب جایا کرتے تھے۔ خود آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا ہے۔" علی سید المومنین وعمود الدین وھذا ھو الذی یضرب الناس بالسیف علی الحق بعدی" علیؓ حق کی خاطر میرے بعد بھی جنگ کرتا رہے گا۔ (اصول کافی ج ۳ ص ۱۳ مع شرح الصافی) آپ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے عہد میں وزارت کے امور سرانجام دیتے رہے اور ان کے بہترین مشیر رہے۔ آپ کا خیال تھا کہ خلافت کی بجائے آپ وزارت کے فرائض زیادہ بہتر طور پر انجام دے سکتے ہیں۔ خود فرماتے ہیں" انا لکم وزیرًا خیر لکم منی امیرًا" (نہج البلاغۃ جلد ۱ ص ۲۱۹) آپ کو حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ سے اس قدر محبت تھی کہ اپنے تین لڑکوں کے نام انکے ناموں پر ابو بکر، عمر اور عثمان رکھے جو میدانِ کربلا میں اپنے بھائی حضرت حسینؓ کے ساتھ شہید ہوئے" (بحار الانوار جلد ۱۰ ص ۲۳۰) جلاء العیون ص ۴۹۳ منتخب التواریخ ص ۸۹ مطبوعہ ایران، کشف الغمہ ص ۱۳۲ مطبوعہ ایران، تاریخ طبری جلد ۶ ص ۲۶۹ مصر مسعودی ص ۹۱) آپ کے تقویٰ اور صداقت پسندی کا یہ حال تھا کہ سیاسی جہت سے اپنے شدید مخالف امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں کی بابت بھی مومن کامل ہونے کی گواہی دی۔ اپنے اختلاف کو دین کا اختلاف نہ کہا بلکہ فرمایا کہ ہم ان سے ایمان میں زیادہ نہیں اور وہ ہم سے ایمان میں زیادہ نہیں۔ ہمارا معاملہ ایک جیسا ہے۔ اختلاف صرف خونِ عثمانؓ کے بارے میں تھا اور ہم اس سے بالکل بری اور پاک ہیں (نہج البلاغۃ جلد ۲ ص ۱۵۴) سیدنا حضرت علیؓ نے بھی ارشاد فرمایا تھا۔ سیھلک فی صنفان محب مفرط یذھب بہ الحب الی غیر الحق ومبغض مفرط یذھب بہ البغض الی غیر الحق وخیر الناس فی حالا النمط الاوسط فالزموہ والزموا السواد الاعظم فان ید اللہ علی الجماعۃ وایاکم والفرقۃ فان الشاذ من الناس للشیطان (نہج البلاغۃ جلد ۲ ص ۱۵۳) میرے بارے میں دو قسم کے لوگ ہونگے۔ ایک دعویٰ محبت میں حد سے بڑھ جانے والے اور دوسرے بغض کی وجہ سے بہت کم کرنیوالے اور سب سے بہتر میرے بارے میں درمیانی قسم کے لوگ ہیں۔ پس اسی حالت کو لازم پکڑو اور سب سے بڑی جماعت کے ساتھ رہو۔ کیونکہ جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ خبردار ان سے علیحدگی اختیار نہ کرنا کیونکہ ایسا انسان شیطان کے حصے میں آجاتا ہے۔ آپ کے بیٹے سیدنا حضرت حسنؓ نے مسلمانوں کے باہمی اختلافات کو ختم کرنے کے لیے حضرت امیر معاویہؓ کے ساتھ صلح کر لی حضرت

امام باقر فرماتے ہیں۔ واللہ ما فعلہ الحسن بن علی ـــــ علیہ السلام کان خیر الھذہ
الامۃ مِمّا طلعت علیہ الشمس" خدا کی قسم جو کچھ امام حسنؓ نے کیا وہ اس امت کے لیے ہر بات سے بہتر
اور مبنی علی الخیر تھا (فروع کافی جلد ۳ صـ۱۵۳ کتاب الروضہ) پس آپ کے ماننے والوں پر بھی لازم ہے کہ وہ بھی حضرت
امیر معاویہ سے صلح رکھیں۔ امام حسن خلیفہ ثالث حضرت عثمانؓ کے داماد تھے ۔ ان کی بیٹی حضرت عائشہؓ آپکے نکاح
میں تھیں (بحار الانوار جلد ۱۰ صـ۱۶۲) حضرت حسنؓ کو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے اس قدر محبت تھی کہ آپ نے بھی
اپنے دو بیٹوں کے نام ابوبکر اور عمر رکھے (بحار الانوار جلد ۱۰ صـ۱۳۰) آپ کے بھائی حضرت حسینؓ نے اپنے والد بزرگوار پر سے
اس الزام کو دور کیا کہ آپ نے پہلے خلفاء کی بیعت ڈرتے ہوئے مجبوراً کی تھی۔ آپ نے اپنے مثالی کردار سے یہ واضح کر دیا کہ
اگر بیٹا یزید کے ہاتھ پر بیعت کرنے کو تیار نہیں تو باپ کس طرح باطل سے دب کر اس امر کا مرتکب ہو سکتا تھا۔ آپؓ
کی شہادت پر آپ کی ہمشیرہ حضرت محترمہ ام کلثومؓ نے کوفیوں کو مخاطب کر کے فرمایا" یا اھل الکوفۃ سوءۃ لکم
مالکم خذلتم حسیناً و قتلتموہ وانتھبتم اموالہ و ورثتموہ" اے اہل کوفہ تمہارا برا ہو۔ تم نے کیوں حسینؓ
کو رسوا کیا اور اسے قتل کیا۔ اس کے اموال تم نے لوٹ لیے اور اب اس کے وارث بن بیٹھے ہو (احتجاج طبرسی بحار الانوار جلد ۲ صـ۲۴۳)
حضرت ام کلثومؓ نے قاتلان حسینؓ کو کوفیوں کو قرار دیا ہے یہ کوفی کس فرقے کے لوگ تھے؟ شہید ثالث قاضی نور اللہ
لکھتے ہیں"۔ بالجملہ تشیع اہل کوفہ حاجت باقامت دلیل ندارد" (مجالس المومنین صـ۹۲ مطبوعہ ایران) امام زین العابدین نے جب
کوفہ والوں کو روتے اور ان کی عورتوں کو ماتم حسینؓ میں اپنے دامن چاک کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا" ان ھولاء یبکون
علینا فمن قتلنا غیرھم" بیشک اب تو یہ ہمارا ماتم کر رہے ہیں لیکن ہمیں قتل انکے سوا اور کس نے کیا ہے" (بحار الانوار جلد ۱۰
صـ۲۵۸) حضرت حسینؓ کی ایک بیٹی کا نام سکینہ تھا اسے امیمہ بھی کہتے تھے یہ حضرت عثمانؓ کے پوتے زید بن عمرو کے نکاح
میں آئیں (معارف صـ۸۷ مصر، تاریخ امیر علی صـ۲۰۳) حدیث میں حضرت علی اور امیر معاویہ کی جماعت کو فئتین عظیمتین
من المسلمین" فرمایا یہ نہیں کہا کہ حضرت علیؓ سے اختلاف رکھنے والے سب کافر ہو گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ
کی امامت کوئی آسمانی عہدہ نہ تھا۔

حضرت علیؓ کے پوتے حضرت حسینؓ کے بیٹے امام زین العابدینؒ کی کنیت ابوبکرؓ تھی (بحار الانوار جلد ۱۱ صـ۳ مطبوعہ ایران) حضرت ابوبکرؓ
کے علاوہ حضرت عمرؓ کے نام سے بھی حضرت حسینؓ کو اتنی محبت تھی کہ آپ نے اپنے ایک بیٹے کا نام عمر رکھا (بحار الانوار جلد ۱۱ صـ۳۳)
آپ کی والدہ محترمہ کا نام شہربانو تھا جو شہنشاہ ایران یزدگرد سوم کی بیٹی تھیں اور حضرت فاروق اعظمؓ کے جہاد فارس کے
نتیجہ میں عرب آئی تھیں۔ حضرت عمرؓ نے انہیں حضرت حسینؓ کی ملک میں دے دیا تھا۔ انہی کے بطن سے امام زین العابدینؒ
پیدا ہوئے (اصول کافی ج ۲ صـ۲۰۲ مع شرح الصافی طبع لکھنؤ) پس اگر حضرت عمرؓ کی خلافت اسلامی خلافت نہ ہوتی تو انکا یہ جہاد
بھی اسلامی جہاد کیسے ہو سکتا تھا۔ پھر شہربانو کے بارے میں حضرت حسینؓ کا یہ تمسک کیسے حلال تھا۔ حالانکہ حضرت امام
زین العابدینؒ کا مقام بلند اس امر کا مقتضی ہے کہ ان کے نسب کو بالکل صحیح مانا جائے اور اس کے ملزوم یعنی حضرت
فاروق اعظمؓ کی خلافت کو اسلامی خلافت اعتقاد کیا جائے۔

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی چار صاحبزادیاں

قرآن کریم میں ہے یایھا النبی قل لازواجک وبناتک ونساء المؤمنین۔ پ۲۲ الاحزاب ع۲۴ (ترجمہ) اے نبی! اپنی بیویوں
اپنی بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے... الآیۃ قرآن کی اس آیت سے پتہ چلا کہ حضورؐ کی بیٹی ایک نہ تھی زیادہ تھیں شیعہ
کتب میں بھی حضورؐ کی چار بیٹیاں ہیں (اصول کافی کتاب الحجۃ ص۲۷۹، فروع کافی جلد۲ ص۱۳۲، کتاب الخصال ابن بابویہ ص۳۷۵، امالی شیخ صدوق ص۲۶۲،
منتہی المقال لابی علی ص۳۳۴، قرب الاسناد ص۶، اصول کافی مع شرح الصافی جلد۳ جزو۲ ص۱۶۴، حیات القلوب جلد۲ ص۷۱۸ مطبوعہ لکھنؤ، بحار الانوار جلد۱ ص۱۳)

خیر البنات حضرۃ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا

اپنی والدہ حضرت خدیجہؓ کے ساتھ اسلام لائیں، اسلام کی راہ میں جتنی تکلیفیں آپ نے اٹھائیں آپ کی کسی اور بیٹی کو ان کا
سامنا نہیں کرنا پڑا۔ آپؐ نے فرمایا خیر بناتی اصیبت فیّ (میری بہترین بیٹی جو میری وجہ سے مبتلائے مصائب ہوئی) مجمع الزوائد جلد۹
ص۲۱۳ آپ کے خاوند ابو العاص امویؓ ۶ ہجری میں مسلمان ہوئے اور عہدِ صدیقی میں جنگِ یمامہ میں شہید ہوئے۔ تہذیب الاحکام
جلد۲ ص۲۴۴ میں ہے "زینب بنت رسول اللہ" آپ کے بطن سے حضورؐ کا نواسہ علی اور نواسی امامہ پیدا ہوئے۔ فتح مکہ کے دن
یہ نواسہ حضورؐ کے ساتھ سوار تھا۔ حضورؐ کی اس نواسی سے حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کی وصیت کے مطابق نکاح کیا۔ تزوج
بامامۃ بنت اختی (بحار الانوار جلد۱ ص۶۰) حضرت زینبؓ کی وفات ۸ھ میں ہوئی۔ دعوتِ مباہلہ کے وقت آپ موجود نہ تھیں۔

حضرت سیّدہ رقیّہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم

حضرت فاطمہؓ کی اس بہن کا نکاح پہلے عتبہ سے ہوا تھا۔ یہ واقعہ لا تنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا کے نازل ہونے سے
پہلے کا ہے۔ اللہ کو منظور نہ تھا کہ حضورؐ کی یہ بیٹی مشرک کے گھر جائے۔ اس لیے رخصتی سے پہلے ہی طلاق ہوگئی۔ آپ حضرت عثمانؓ
کے نکاح میں آئیں اور ان سے حضورؐ کا نواسہ عبداللہ پیدا ہوا (حیات القلوب جلد۲ ص۷۱۹ تاریخ طبری جلد۵ ص۱۴۷) حضرت عثمانؓ کی کنیت ابو
عبداللہ اسی کے نام سے تھی۔ حضرت رقیہؓ نے حضرت عثمانؓ کے ساتھ حبشہ ہجرت کی (حیات القلوب جلد۲ ص۱۳۰) آپ ۲ ہجری میں فوت ہوئیں۔

حضرت سیّدہ امِ کلثوم بنت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

حضورؐ کی دو صاحبزادیوں ام کلثومؓ اور حضرت فاطمہؓ نے ایک ساتھ ہجرت کی۔ حضورؐ نے حضرت رقیہ کی وفات کے بعد حضرت ام کلثوم
حضرت عثمانؓ کے نکاح میں دی۔ آپ سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ ۹ ہجری میں جنگِ تبوک سے ایک ماہ بعد انتقال فرمایا اور اپنی بہن رقیہ
کے پہلو میں جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی قبر کے پاس تشریف فرما تھے اور آپؐ کے آنسو جاری تھے (صحیح البخاری)
حضرت عثمانؓ نے آپ کی موجودگی میں کسی اور عورت سے نکاح نہیں کیا۔ حضرت علیؓ نے بھی حضرت فاطمہؓ کی موجودگی میں کوئی دوسرا نکاح نہیں
کیا۔ یہ خاندانِ نبوت کا کھلا احترام ہے۔ دعوتِ مباہلہ کے وقت آپ زندہ نہ تھیں ورنہ حضورؐ انھیں بھی حضرت فاطمہؓ کے ساتھ لے کر نکلتے۔

حضرت سیّدہ خاتونِ جنّت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

حضرت سیدہ خاتونِ جنّت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

آپ حضورؐ کی چوتھی صاحبزادی ہیں۔ آپ نے بھی اپنے والد مکرمؐ کے ہمراہ بہت سی سختیاں جھیلیں۔ حضورؐ نے انھیں حضرت علیؓ کے نکاح میں دیا۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اس نکاح کے گواہوں میں سے تھے (کشف الغمہ ص۱۰۴) حضرت علیؓ نے آپ کا مہر حضرت عثمانؓ کے مال سے ادا کیا۔ (کشف الغمہ ص۱۰۰) حضورؐ نے فرمایا "جس نے فاطمہ کو ناراض کیا اُس نے مجھے ناراض کیا۔" حضرت علیؓ نے آپ کی موجودگی میں ایک دوسرے نکاح کا ارادہ فرمایا تو آپ ان سے ناراض ہُوئیں لیکن یہ ایک فطری ناراضگی تھی۔ حضرت علیؓ کی طرف سے ارادہ اِغضاب کا ہرگز نہ تھا۔ باقر مجلسی کا یہ کہنا کہ آپ نے حضرت علیؓ کو کہا "مانند جنین رحم پردہ نشین شدہ" (حق الیقین ص۲۰۳) اہلِ سُنّت کے نزدیک درست نہیں۔ حضرت سیدہ کے اخلاق بہت عالی تھے۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ آپ حضرت علیؓ کو گالی دیں۔ نہ یہ مناسب ہے کہ کوئی حضرت علیؓ کی شان میں بُری زبان استعمال کرے۔ آپ حضرت خلیفۂ اوّل کے فیصلے سے باغ فدک کی آمدنی وصول کرتی رہیں۔ آپ کے بعد حضرت حسنؓ اور حسینؓ بھی فدک کی آمدنی سے اپنا حصہ لیتے رہے۔ حضرت فاطمہؓ کی وفات ہُوئی تو خلیفۂ وقت کی اہلیہ حضرت اسماء نے آپ کو غسل دیا۔ دعوتِ مباہلہ کے وقت حضورؐ کی یہی ایک بیٹی زندہ تھیں اور انھیں کو حضورؐ ساتھ لے کر چلے تھے۔ آپؓ دعوتِ مباہلہ کے لیے گئے تھے اگر نصاریٰ دعوت قبول کر لیتے تو پھر مباہلہ کی نوبت آتی۔

حضرت فاطمہؓ کو آخری وقت میں پریشانی تھی کہ میرا جنازہ کہیں بے پردہ نہ اُٹھایا جائے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اہلیہ حضرت اسماء بنت عمیس نے آپ کو تسلی دی اور بتایا کہ مَیں نے حبشہ میں باپردہ چارپائی کا نظام بھی دیکھا ہے۔ وہاں آپ حضرت جعفر طیار کے ساتھ ہجرت کر کے گئی تھیں۔ آپ نے چارپائی پر چھپرکٹ ڈال کر اس کا نقشہ دکھایا، اسے دیکھ کر حضرت سیدہ کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔ یہ آخری تبسم تھا جو حضرت سیدہ کے چہرے پر دیکھا گیا (مستدرک حاکم جلد ۳ ص۱۶۲) سو حضرت سیدہ کو آخری وقت میں حضرت ابوبکرؓ کی اہلیہ نے خوش کیا۔ کیا یہ ہوسکتا ہے کہ حضرت اسماء حضرت ابوبکرؓ کی اجازت کے بغیر حضرت فاطمہؓ کے پاس ٹھہری ہُوئی ہوں۔ محدثین کہتے ہیں:

وَرع اسماء یمنعها أن لا تستأذنه (الجوہر النقی علی سنن البیہقی جلد ۲ ص۲۹۶) سو یہ صحیح نہیں کہ حضرت فاطمہؓ کی وفات کی خبر حضرت ابوبکرؓ سے مخفی رکھی گئی۔ آپ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ماں ہونے کا حق برابر تسلیم کرتی تھیں۔ حضورؐ نے اپنے آخری وقت میں حضرت فاطمہؓ سے ایک رازدارانہ بات کہی۔ حضرت عائشہؓ نے آپ سے ماں ہونے کے ناطے وہ بات پوچھی۔ ام المومنین نے کہا عزمت علیك بما لی علیك من الحق لما حدثتنی ما قال لك رسول الله صلی الله علیه وسلم (صحیح مسلم جلد ۲ ص۲۹۰) حضرت فاطمہؓ نے کہا اما الآن فنعم ہاں اب مَیں بتا دیتی ہوں۔ حضورؐ نے پہلی دفعہ کہا تھا میرا وقت آ لگا ہے اور مَیں رو پڑی اور دوسری مرتبہ فرمایا کیا تُو اس سے راضی نہیں کہ تو اس اُمت کی عورتوں کی سردار بنے۔ اس پر آپ مُسکرا گئیں۔ حضورؐ نے حضرت فاطمہؓ سے اچھے تعلق کی حضرت عائشہؓ کو خود وصیت کی تھی (صحیح مسلم جلد ۲ ص۲۸۵ سنن نسائی جلد ۲ ص۱۶۸) حضرت عائشہ کہتی ہیں مَیں نے حضورؐ کے بعد حضرت فاطمہؓ سے زیادہ صادق اللہجہ کسی کو نہیں دیکھا (مستدرک جلد ۳ ص۱۵۴) ایک اور دفعہ آپ حضرت علیؓ سے ناراض ہُوئیں تو حضورؐ نے اللہ سے دُعا کی یا اللہ ان کی آپس کی رنجیدگی کو دُور فرما۔ پھر آپ حضرت علیؓ کے پاس گئے اور انھیں کہا حضرت ابوبکر، حضرت عمرؓ اور حضرت طلحہ کو بُلائیں وہ بُلا لائے۔ آپ نے انھیں گواہ بنا کر کہا جو فاطمہؓ کو اذیت دے اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اُس نے اللہ کو ناراض کیا۔ (دیکھئے علل الشرائع ص۱۸۵/۱۸۶ جلاء العیون ص۱۶۳/۱۶۴)

قرآنِ کریم کا اعلان

اللہ تعالےٰ عہدِ رسالت کے مُسلمانوں کو حضورؐ کا جانشین بنائے گا (دیکھئے پ۱۸ النور آیت ۵۵)

اہلِ سُنّت والجماعت کا اعتقاد ہے کہ حضورؐ کے بعد خلافت بلافصل قائم ہوئی۔ رسالت اور خلافت کے درمیان کوئی دورِ بغاوت نہیں آیا۔ حضورؐ کے بعد چاروں خلیفہ بلافصل ایک دُوسرے کے جانشین ہُوئے اور حضورؐ سے حضرت علیؓ تک خلافت مسلسل پہنچی، آپ حضرت عثمانؓ کے بعد بلافصل خلافت پر آئے

شیعہ عقیدہ یہ ہے کہ عہدِ رسالت کے بعد ۲۴ سال تک بغاوت رہی اور حضرت علیؓ کی خلافت ۲۴ سال کے فصل سے قائم ہُوئی۔ اہلِ سُنّت کے نزدیک حضرت علیؓ کی خلافت پہلی تین خلافتوں سے مسلسل اور بلافصل تھی۔

شیعہ اعتقاد یہ ہے:

عہدِ رسالت	عہدِ بغاوت	عہدِ خلافت
۲۳ سال	۲۴ سال	۶ سال

اب آپ خود فیصلہ کریں کہ قرآنِ کریم میں رسالت کے بعد بغاوت کی خبر دی گئی ہے یا خلافت کا وعدہ کیا گیا ہے؟ اگر قرآنِ کریم میں خلافت موعُود ہے تو پھر حق پر اہلِ سُنّت ہیں اور حضورؐ سے بلافصل خلافت حضرت ابوبکرؓ کی ہے

فَاَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (پ۷ الانعام ۸۲)

مزید تفصیل کے لیے اس فن کی دو لائقِ مطالعہ کتابیں ۱۔ خلفائے راشدینؓ ۶۸۸ صفحے ۲۔ عبقات ۴۸۰ صفحات
مؤلفہ: علامہ خالد محمود ڈائریکٹر اسلامک اکیڈمی مانچسٹر ۱/۲ دیو سماج روڈ سنت نگر لاہور